تحریکِ اسلامی: احتیاط کی ضرورت

سید معروف شاہ شیرازی

تاریخ کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں' وہ تحریکِ اسلامی اور عالمِ اسلامی کی تمام تحریکات کے لیے' کئی لحاظ سے نہایت اہم اور اس کے ساتھ ہی بہت خطرناک دور ہے۔ گذشتہ ایک سال میں اسلام کے لیے کام کرنے والوں نے جو فصل کاشت کی' وہ پکنے والی ہے۔ بعض مسلم ممالک میں اسلام غالب آنے کے قریب ہے' مثلاً: افغانستان' سوڈان' الجزائر' مصر اور وہ تمام مسلم ممالک جہاں تحریک منظم انداز میں کام کر رہی ہے۔

خطرناک اس لحاظ سے ہے کہ آج عالمی سطح پر طاقت کا توازن قائم نہیں رہا۔ آج سے چند برس قبل طاقت کا توازن یوں تھا کہ دنیا میں دو بلاک تھے۔ جب کہ آج صرف امریکہ کا طوطی چل رہا ہے۔ امریکہ' اپنے "واحد سپر طاقت" کے مقام کو مستقبل بعید تک قائم رکھنے کے منصوبے بنا رہا ہے' اور اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمام سوشلسٹ صنعتی قوتیں جلد یا بہ دیر سیکولر جمہوری صنعتی قوتیں بن کر اس کے تابع ہو جائیں گی۔ رہا بھارت' تو وہ صنعتی قوت بھی نہیں' اس لیے وہ امریکہ کے تابع ہی رہے گا۔ امریکہ اس نتیجے پر پہنچ گیا ہے کہ دنیا میں کسی سپر طاقت کے پیدا ہونے کا اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ عالم اسلام کی اسلامی تحریکات سے ہے۔ اس خطرے کا احساس امریکہ پر اس قدر غالب ہے کہ وہ اسلام کے نام سے بھی گھبراتا ہے۔ وہ بوسنیا کے کمزور مسلمانوں کو بھی برداشت نہیں کر سکتا' حالانکہ مستقبل قریب میں یورپ اور امریکہ کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

امریکہ کی حالت یہ ہے کہ اس نے افغانستان اور الجزائر میں اسلامی حکومت کے قیام کی راہ

روک رکھی ہے۔ وہ مصر، پاکستان، یمن، سوڈان، اردن اور تمام اسلامی ممالک کی اسلامی تحریکات کو کچل دینا چاہتا ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس سے ایسی رپورٹیں آرہی ہیں کہ وہاں کی حکومتیں وہاں کی مسلم آبادی کے اضافے کو خطرناک نظروں سے دیکھ رہی ہیں اور اسلامی تحریکات پر ہر جگہ بڑی کڑی نظر رکھی جارہی ہے۔

ایسے حالات میں اسلامی تحریکات کو چاہیے کہ وہ بڑے تدبر، غورو فکر اور نہایت ہی احتیاط کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں اور جلد بازی سے کوئی کام نہ کریں۔ عجلت انسان کی سرشت میں ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ، انسان جلد باز مخلوق ہے (الانبیاء ۲۱ : ۳۷)۔ عجلت میں اٹھائے گئے قدم میں کامیابی کے امکانات کم اور ناکامی کے زیادہ ہوتے ہیں۔ ناکامی کی صورت میں کسی بھی تحریک کے کارکنوں میں مایوسی، افتراق، اختلافات اور بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی ٹیم کامیاب نہیں ہوسکتی، جس کے افراد میں مایوسی، افتراق، اختلافات اور سوئے ظن پایا جاتا ہو۔ کوئی بھی ایسا فیصلہ جو قرآن و سنت کے تو عین مطابق ہو، لیکن اس سے کسی خطرناک دور میں تحریک، بنیانِ مرصوص بننے کے بجائے تشتت و افتراق کا شکار ہورہی ہو تو تحریک کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اسے موخر کردے، کیونکہ تحریک کے اندر کامل یکجہتی، وحدت فکر، اتحاد و اتفاق تو کامیابی کے بعد بھی بہت ضروری ہے، چہ جائیکہ دُور دُور تک کامیابی کا نام و نشان نظر نہ آتا ہو اور لوگوں کی حالت یہ ہو کہ یاراں فراموش کردند عشق۔

قرآن کریم میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کسی پیغمبر وقت نے اسلام کے ایک نہایت ہی بنیادی ستون کو موخر کردیا، جس پر اگر اس وقت زور دیا جاتا تو امت میں افتراق کا خطرہ تھا۔ تمام پیغمبروں کی دعوت کی اساس عقیدۂ توحید اور کلمہ توحید پر ہے۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور ان کی عدم موجودگی میں سامری نے بنی اسرائیل کے لیے بچھڑا بنایا اور کہا کہ یہ ہے تمہارا خدا، موسیٰ علیہ السلام تو غلطی سے طور پر چلے گئے ہیں۔ بنی اسرائیل مصر میں بت پرستی کے عادی تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بت پرستی شروع کردی جب کہ اللہ کے نبی ہارون علیہ السلام ان میں موجود تھے حضرت ہارونؑ نے سمجھانے کی کوشش کی تو بنی اسرائیل نے صاف صاف انکار کردیا اور دھمکی دی کہ خاموش رہو ورنہ تمہیں قتل کردیں گے۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں خانہ جنگی اور انتشار و افتراق پیدا ہو جانے کے خوف سے

حضرت ہارونؑ خاموش ہوگئے۔ جبکہ بنی اسرائیل نے کہہ دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے آنے تک تو ہم اس بچھڑے کی عبادت کرتے رہیں گے۔ جب وہ آئیں گے تو دیکھا جائے گا۔ حضرت موسیٰؑ جب تشریف لائے تو انھوں نے دوسروں کے علاوہ حضرت ہارون علیہ السلام سے بھی باز پرس کی تو انھوں نے یہ جواب دیا: اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ" مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ تو آکر کہے گا "تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا پاس نہ کیا (طٰہٰ ۲۰: ۹۴)۔ شاید موسیٰ علیہ السلام یہ کہہ گئے تھے کہ بنی اسرائیل کے درمیان اتحاد قائم رکھنے کے لیے سعی کرنا۔

جلد بازی نہ کرنے اور اپنی صفوں میں اتحاد قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریک اسلامی کے کارکنوں اور لیڈرشپ کے لیے صبر اور مصابرت ضروری ہے۔ قرآن کریم کا صریح وعدہ ہے کہ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ" زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے (الانبیا ۲۱: ۱۰۵)۔

ہم ہمیشہ اپنی ناکامیوں کے خارجی عوامل تلاش کرتے ہیں' داخلی کمزوریاں ہماری نظروں سے اوجھل ہوتی ہیں' تحریک اسلامی کو اپنی داخلی کمزوریوں کی طرف بھی دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم "عباد صالح" ہوگئے ہیں تو فتح و کامرانی ہمارا استحقاق ہے۔ یہ بات تورات' انجیل اور زبور میں ریکارڈ پر ہے۔ کیا ہم اس قدر بے باک ہوگئے ہیں کہ ہم کتب سماوی کو جھٹلانے کے لیے تو تیار ہیں' لیکن اپنے داخلی تضادات' اپنی داخلی کمزوریوں پر نگاہ ڈالنے کے لیے تیار نہیں۔ حقیقت صرف اتنی ہے کہ ہم "صالح بندے" نہیں ہیں۔ جب تک ہم صلاحیت اور صالحیت دونوں اپنے اندر پیدا نہ کریں گے' اس وقت تک کامیابی ممکن نہیں ہے۔

۱۹۵۷ء کے ماچھی گوٹھ کے اجتماع میں جو راہ ہم نے اختیار کی (اور یقیناً وہ راہ درست تھی)' اس کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ہم ہر ووٹر تک رسائی حاصل کریں۔ الیکشن کے تجربات یہ بتاتے ہیں کہ صرف پانچ فیصد ووٹروں تک ہماری رسائی ہے۔ اگر ہم صرف پانچ فیصد ووٹروں تک رسائی رکھیں اور پانچ فیصد ووٹ کی توقع رکھیں تو کس طرح ہم منزل پاسکتے ہیں۔ جس راہ کو ہم نے شرح صدر سے قبول کیا ہے' اس کے تقاضے پورے کرنا ہمارا کام ہے۔ ووٹر کا دل تب ہی جیتا جاسکتا ہے کہ اس کے ساتھ گہرا رابطہ ہو۔ کیا ہمارے کارکنوں نے کوئی رابطہ کیا ہے؟

ہمیں یہ سروے کرنا چاہیے کہ ہمارے امیدواروں میں سے کتنے لوگ عوام کے غم اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ اور ہوں بھی کیسے؟ جب امیدوار کو الیکشن سے ایک ماہ قبل بھی پتا نہیں ہوتا کہ وہ امیدوار ہے۔ ہم میں کوئی شخص اپنے لیے خود منصوبہ نہیں بناتا۔ ہمیں الیکشن سے پانچ سال قبل اپنے امیدوار کے لیے منصوبہ بنانا چاہیے۔ اگر ہم یہ نہیں کرتے تو پھر ہمیں پہلا اصول چھوڑ دینا چاہیے اور اعلان کر دینا چاہیے کہ جو لوگ الیکشن لڑنا چاہیں وہ آزادانہ کام کریں۔ موقعہ آنے پر ان میں سے ہم کسی اچھے شخص کو اپنا امیدوار نامزد کر دیں۔ اگر ہم یہ بھی نہیں کرتے اور وہ بھی نہیں مانتے تو پھر تیسری راہ ناکامی کی راہ ہے۔ اسے قبول کیجیے۔

ہمارے اندر بڑی کمزوری یہ در آئی ہے کہ ہم ہر چیز کو اس کے نتیجے کے اعتبار سے حق و باطل قرار دیتے ہیں۔ ہمارے لاشعور میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ حق وہ ہے جس کا نتیجہ اچھا ہو' اور ہر وہ پالیسی باطل ہے جس کے نتیجے میں ناکامی ہو۔ حق و باطل کا یہ تاجرانہ تصور ہے۔ یہ فلسفہ افادیت ہے' جب کہ حق وہ ہے جس پر یہ پوری کائنات قائم ہے۔ جو طریقہ قرآن و سنت میں ہے وہ حق ہے' چاہے اس کے نتیجے میں کامیابی حاصل ہو یا نہ ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنت کے مطابق اپنے لیے صحیح راہ تجویز کرلیں۔ یہ راہ ۱۹۵۷ سے ادھر تجویز شدہ ہے' بار بار اس پر غور ہوتا ہے اور شوریٰ اسی نتیجے پر پہنچتی ہے۔ اب اگر ہمیں ناکامی ہوتی ہے' تو اس کے اسباب داخلی ہوتے ہیں۔ جہاں تک نظریہ افادیت کا تعلق ہے' تو قرآن نے اس کی سخت مذمت کی ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسے فلسفی موجود تھے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ' لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے۔ اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور جو کوئی مصیبت آگئی تو الٹا پھر گیا' اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔ یہ ہے صریح خسارہ (الحج ۲۲: ۱۱)۔ تحریکِ اسلامی کے کارکنوں کا دین ایسے تاجرانہ فلسفہ کو کس طرح قبول کر سکتا ہے۔

تحریک کو صرف اس نکتے پر غور کرنا چاہیے کہ آیا ہمارے طریقِ کار کے اندر کوئی بات قرآن و سنت کے خلاف تو نہیں ہے۔ اگر ہم اس بات پر مطمئن ہو جائیں کہ ہمارے طریقِ کار اور ہماری پالیسی میں کوئی بات قرآن و سنت کے خلاف نہیں تو پھر یہ بات پیش نظر نہیں رکھنی چاہیے

کہ ہم کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں۔ کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے ملک کے حالات، کارکنوں کے حالات اور اللہ کے فیصلے سے یہ نظر آتا ہے کہ ابھی تک ہم اس معیار مطلوب تک نہیں پہنچے، اس لیے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ جس وقت داخلی معیار اور خارجی حالات درست ہوں گے تو اللہ کا فیصلہ آجائے گا۔

ابھی اللہ نے ہمارے صبر، مصابرت اور ثابت قدمی کا امتحان لینا ہے۔ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ، اللہ ان لوگوں کی مدد ضرور کرتا ہے جو اللہ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (الحج ۲۲ : ۴۰)۔ جب اسلامی نظامِ حیات کے لیے جاری جدوجہد معیار مطلوب تک پہنچ جائے گی تو پھر اللہ کی نصرت کے آنے میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہوگی۔ صدق اللہ العظیم۔

اہم قرآنی موضوعات پر
خرّم مُراد کے ۱۴ ماڈل درسِ قرآن
تحریکی ضروریات پوری کرنے کے لیے
گھروں میں، گاڑیوں میں، اجتماعات اور تربیت گاہوں میں
سُننے اور سُنانے کے لیے
- الفاتحہ۔ التوبہ۔ النساء۔ یونس۔ الکہف۔ النمل۔ یٰسین
حٰم سجدہ۔ الواقعہ۔ الحدید۔ الحاقہ۔ الضحیٰ کی منتخب آیات
کے ۱۵ منٹ کے یہ مختصر درس ایمان کو تازگی بخشتے ہیں اور عمل پر ابھارتے ہیں۔
رمضان المبارک میں۔ اور اس کے بعد بھی اعزّہ واحباب کے لیے
خوبصورت تحفہ
۷ کیسٹ کے خصوصی ڈبّے میں
ہدیہ: ۱۴۰/- روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ
صدائے اسلام منصورہ لاہور ۵۴۵۷۰
کراچی میں ملنے کا پتہ: سمع و بصر، امبر ھوٹل، نرسری، کراچی